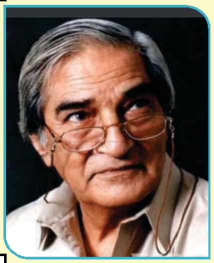

منّو بھائی (منیر احمد قریشی)

پیدائش: ۱۹۳۳ء

وفات: ۲۰۱۸ء

تصانیف: گریبان، جنگل اُداس ہے، فلسطین فلسطین

لاہور میں ادیبوں کی کالونی

حاصلاتِ تعلّم: اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ: ۱- بنیادی اسالیبِ بیان سے آگاہ ہو سکیں۔ ۲- کالج کے رسالوں/ مطبوعات/ ویب سائٹ وغیرہ میں ادبی نوعیت، جس میں اپنی اور دوسروں کی تحریروں کی ادارت و اصلاح کے بعد ان کی اشاعت میں مدد کر سکیں۔ ۳- وعظ/ خطاب/ نصیحت/ احکام وغیرہ سُن کر خود احتسابی کے ذریعے اپنی زندگی میں مثبت تبدیلی لا سکیں۔

لاہور میں ادیبوں کی کالونی کی تعمیر کا مسئلہ کچھ گڑ بڑ ہو گیا۔ اب کے ٹاؤن پلانر نے ٹانگ اڑا دی ہے۔ اس سے میرے جیسے ادیبوں کو یقیناً دُکھ ہوا ہو گا جو محض ادیبوں کی کالونی میں مکان حاصل کرنے کے لیے ادیب بن بیٹھے تھے اور نہیں جانتے تھے کہ ادیبوں کو ادب تخلیق کرنے کے علاوہ ادب بھی سننا پڑتا ہے۔ خاص طور پر ایسے ادیبوں کو جو خُود کچھ نہیں لکھتے، اپنے آپ کو ادیب ثابت کرنے کے لیے ادب میں دل چسپی لینی پڑتی ہے یعنی ادیبوں کی محفلوں میں بیٹھنا پڑتا ہے، ان کے مضامین نظم و نثر سننا پڑتے ہیں اور جہاں کہیں موقع ملے اپنی رائے کا اظہار بھی کرنا پڑتا ہے۔

ادیبوں کی کالونی میں مکان حاصل کرنے کے لالچ میں مَیں نے درخواست تو دے دی مگر یہ فکر ہمیشہ دامن گیر رہی کہ بہ فرضِ محال یہ کالونی بن گئی اور اس کالونی میں مجھے بھی کوئی مکان مل گیا تو پھر اس میں مجھے رہنا بھی پڑے گا۔ اس کالونی میں رہنے کی صورت میں جو مسائل پیش آ سکتے ہیں، ان کا مجھے درخواست دیتے وقت احساس نہیں ہوا۔ سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ جب باون ادیب ایک حلقۂ اربابِ ذوق میں نہیں رہ سکتے تو سوڈیڑھ سو یا دو اڑھائی سو ادیب ایک کالونی میں کیسے رہ سکیں گے؟ اگر دو حلقوں کی بدعت ادیبوں کی کالونی میں بھی چلی گئی تو یہ کالونی برلن بن جائے گی۔ کالونی کا ایک حِصّہ ''ادبی'' اور دوسرا ''سیاسی'' کہلانے لگے گا۔ ایک حصّے کا نام سہیل آباد یا انتظار نگر ہو سکتا ہے اور دوسرا شہزاد پور یا للہ ویورہ کہلا سکتا ہے۔

اب تو دونوں حلقے ہفتے میں ایک بار حلقہ لگاتے ہیں چناں چہ ہفتے کے باقی دنوں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر بیٹھ سکتے ہیں لیکن جہاں روز کے آمنے سامنے کا اندیشہ ہو گا، وہاں تو کالونی کے ادبی زون اور سیاسی زون کے درمیان دیوارِ برلن قسم کی

کوئی دیوار بنانی پڑے گی اور اصل مشکل اس وقت پیش آئے گی جب اس کالونی کے معمار شہر کے وسط میں اپنا مجسمہ کھڑا کرنے پر اصرار کریں گے۔ خطرہ یہ ہے کہ شہر کے وسط میں ہونے کی وجہ سے یہ مجسمہ دیوار میں چُن دیا جائے گا۔

معمارِ شہر کا مجسمہ نصب کرنے پر بھی ہنگامہ ہونے کا اندیشہ ہے۔ کیوں کہ اگر اس کالونی کے معمار کا مجسمہ نصب کرنے پر اصرار کیا گیا تو ''مفکرِ کالونی'' کا مجسمہ نصب کرنے کا مطالبہ کیا جائے گا اور اگر منیر نیازی اس کے لیے تیار نہ ہوئے تو پھر معمارِ کالونی کا مجسمہ بھی نصب نہیں ہو سکے گا اور کیے دھرے پر پانی پھر جائے گا۔

دوسری بڑی مصیبت اس کالونی میں یہ ہوگی کہ افسانے، شعر سنانے والوں کی بہتات ہوگی۔ مگر سُننے والوں کی شدید قلّت ہوگی۔ اگر کسی شاعر سے رات کے دو بجے شعر ہو گیا تو وہ پوری گلی کے ادیبوں کے دروازے کھٹکھٹاتا پھرے گا۔ اس خرابی سے بچنے کے لیے اس کالونی کی ''بلدیہ'' کو کچھ قواعد وضوابط وضع کرنے پڑیں گے۔ مثال کے طور پر یہ پابندی لگانی پڑے گی کہ شعر سنانے کے لیے سوتوں کو نہیں جگایا جائے گا۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ یہ کالونی شام کے سات بجے ہی خرّاٹوں کی لپیٹ میں آجائے گی۔ شاعروں کو رات کے وقت شعر سنانے اور افسانہ نگاروں کو شہریوں کی نیندیں حرام کرنے سے بچانے کے لیے رات کو گلیوں میں پہرے کا انتظام کرنا پڑے گا۔ پہرے کا ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ مُسَوَّدے چوری نہیں ہوں گے، خیالات کا سرقہ نہیں ہوگا۔

کالونی کی کونسل امنِ عامہ کے مفاد کے تحت کالونی میں نظم ونثر سنانے پر پابندی بھی عائد کر سکتی ہے۔ اس مقصد کے لیے شہر سے باہر کوئی جگہ مخصوص کی جاسکتی ہے۔ غلام عباس کی ''آنندی'' کی طرح یہ مخصوص جگہ ایک نئی کالونی میں تبدیل ہو سکتی ہے۔ ''آنندی'' میں جب ''اربابِ نشاط'' کو شہر سے باہر نکالا گیا تھا ''اربابِ نشاط'' کے بعد سب سے پہلے پان سگرٹ والا پہنچا تھا۔ ''اربابِ ذوق'' یا ''اربابِ ادب'' کو ادیبوں کی کالونی سے باہر نکالا گیا تو نئی جگہ پر سب سے پہلے ''اسپرو'' اور ''کوڈوپائرین'' بیچنے والا جائے گا۔ اس کے بعد مرہم پٹّی کرنے والا، اس کے بعد اسٹیشنری کا سامان فروخت کرنے والا۔

شہزاد احمد کا کہنا ہے کہ ادیبوں کی کالونی میں عورتوں کی لڑائیاں بڑی دل چسپ ہوں گی۔ ایک عورت دوسری عورت کو طعنہ دے گی: ''تم مجھ سے کیا بات کرتی ہو۔ تمھارے خاوند نے تو گزشتہ پانچ سال سے ایک شعر بھی نہیں لکھا'' اور دوسری عورت جوابی طعنہ دے گی: ''تمھارا خاوند تو فلمی شاعر ہے، جذبات کے تحت نہیں طبلے کے ماتحت شعر کہتا ہے۔''

(ماخوذاز: گریبان)

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) ادیبوں کی کالونی کس شہر میں تعمیر ہونا تھی؟

(ب) کالونی کی تعمیر میں کس نے رُکاوٹ ڈالی تھی؟

(ج) جو ادیب نہ ہوں انھیں اپنے آپ کو ادیب ثابت کرنے کے لیے کیا جتن کرنا پڑتے ہیں؟

(د) کالونی کے ادبی زون اور سیاسی زون سے کیا مراد ہے؟

(ہ) ''معمارِ شہر'' اور ''مفکرِ کالونی'' کے مجسموں کو نصب کرنے پر کن کن اندیشوں کا اظہار کیا گیا ہے؟

(و) ادیبوں کی کالونی میں عورتوں کی لڑائیاں کیوں دل چسپ ہوں گی؟

(ز) کالم نگار کے خیال میں ادیبوں کی کالونی میں کون کون سے مسائل پیش آ سکتے ہیں؟

(ح) اس کالونی میں کون سی دوسری بڑی مصیبت کا ذکر کیا گیا ہے؟

سوال ۲: اس سبق کا مرکزی خیال تحریر کیجیے۔

سوال ۳: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱- اپنے آپ کو ادیب ثابت کرنے کے لیے دل چسپی لینی پڑتی ہے:

(الف) شاعری میں (ب) ادب میں (ج) مشاعرے میں (د) محفلوں میں

۲- کالونی کا ایک حصہ ''ادبی'' اور دوسرا کہلانے لگے گا:

(الف) علمی (ب) فنی (ج) سیاسی (د) غیر سیاسی

۳- شعر سنانے والوں کی ہو گی:

(الف) بہتات (ب) کمی (ج) کثرت (د) بھیڑ

۴- "ٹانگ اڑانا" ہے:

(الف) روزمرہ (ب) محاورہ (ج) کہاوت (د) ضرب المثل

۵- "یہ کالونی برلن بن جائے گی" اس جملے میں اشارہ ہے:

(الف) جرمنی کے ایک شہر کا (ب) ایک جدید شہر بن جانے کا

(ج) صفائی ستھرائی کی طرف (د) لوگوں میں ذہنی اختلاف پیدا کرنے کا

سوال۴: درج ذیل جملوں کی وضاحت کیجیے:

(الف) ''اگر دو حلقوں کی بِدعت ادیبوں کی کالونی میں بھی چلی گئی تو یہ کالونی برلن بن جائے گی۔''

(ب) ''معمارِ شہر کا مجسمہ نصب کرنے پر بھی ہنگامہ ہونے کا اندیشہ ہے۔''

سوال۵: درج ذیل الفاظ و تراکیب کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

تخلیق – دامن گیر – محال – بہتات – قِلّت – قواعد و ضوابط – وضع

وقفہ (SEMICOLON) (؛)

ان جملوں کو غور سے پڑھیے:

- جو جاگے گا، سو پائے گا؛ باادب، بانصیب؛ بےادب، بے نصیب
- سچائی، خلوص، ایمان داری؛ یہ سب چیزیں تقریباً ختم ہو گئی ہیں۔

آپ نے دیکھا کہ اوپر لکھے ہوئے جملوں میں آخری جملے پر زور دیا گیا ہے۔

اس طرح زور دینے والی عبارت سے پہلے وقفہ (؛) استعمال کیا جاتا ہے۔اس کے لیے جو نشانی یا علامت لگائی گئی ہے، اسے ''وقفہ'' کہتے ہیں۔

سوال۶: آپ چند جملے ایسے لکھیے جن میں "وقفہ" کی علامت (؛) کا استعمال کیا گیا ہو۔

سرگرمیاں

۱- طلبہ پُرانے اخبارات یا ویب سائٹ سے ادبی کالم منتخب کر کے کمرۂ جماعت میں سُنائیں گے۔

۲- طلبہ پڑھے گئے ادبی کالم پر اپنی رائے پیش کریں گے۔

۳- طلبہ اپنی پسند کے عنوان پر مضمون تحریر کریں گے جس میں حسبِ موقع اشعار بھی درج کیے جائیں گے۔

برائے اساتذہ

۱- طلبہ کی سرگرمیوں کا جائزہ لیجیے اور حسبِ ضرورت رہ نمائی کیجیے۔

۲- مضمون نگاری اور کالم نگاری کے سلسلے میں طلبہ کی حوصلہ افزائی کیجیے اور موضوع کی مناسبت سے اشعار کی فراہمی میں مدد کیجیے۔

۳-طلبہ میں خود احتسابی کی عادت پیدا کرنے کے لیے ماہانہ کسی بڑے عالم یا دانش ور کو کالج میں بلا کر کسی اخلاقی یا مذہبی موضوع پر خطاب کروائیے۔